

سلسلہ نمبر: ۱۳

رمضان المبارک کے فضائل و برکات

شیخ الحدیث
حضرت مولانا
مفتی محمد عجمی صاحب
مہتمم جامعہ بنوریہ عالیہ

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

مانٹ کراچی، پاکستان فون 021-32575228 - 021-32575229



مُحَمَّدًا وَنُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

نیکیوں کا موسم بہار، رمضان کا مہینہ ایک بار پھر ہم گناہ گار اور خطا کار بندوں کے لیے رحمت و مغفرت اور دوزخ کی آگ سے نجات کا سامان لیے جلوہ گر ہے۔ اس ماہ مبارک میں جس کو نیکی و عبادت کی توفیق حاصل ہوگئی وہ سال بھر اس توفیق سے بہرہ مند ہوتا رہتا ہے اور اگر خدا نخواستہ کوئی مسلمان اس ماہ میں نیکی و عبادت کی توفیق سے محروم رہ گیا تو پھر سال بھر اس کے حصے میں محرومی ہی آتی ہے اور عبادتوں و نیکیوں سے اس کا دامن خالی رہتا ہے اس لیے خوش قسمت مسلمان وہ ہیں جنہیں یہ مہینہ میسر آئے اور اس مہینے کی سعادتیں و برکتیں اس کے حصے میں آئیں۔ جن کو نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ روزہ رکھنے، تراویح و نوافل پڑھنے، صاحب نصاب ہونے پر زکوٰۃ ادا کرنے، صدقہ فطر دینے اور اس کے ساتھ اس ماہ میں نازل ہونے والی کتاب ہدایت قرآن کریم پڑھنے کی توفیق ہو۔

رمضان المبارک کا استقبال کرنے کے لیے ماہ شعبان ہی سے ذہن تیار کرنا چاہیے اور رمضان المبارک کے اوقات کو قیمتی بنانے کے لیے اوقات کار پہلے سے مرتب کرنا چاہیے، پورے اشتیاق اور شوق کے ساتھ رمضان المبارک

کا انتظار کرنا چاہیے تاکہ اس کی اہمیت خوب اچھی طرح ذہن میں راسخ ہو جائے۔

روزے کی حقیقت:

مذہب کا اصل مقصد تزکیہ نفس اور اخلاقِ حسنہ کی ترویج ہے، آنحضرت ا کا ارشاد ہے ”بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ“ یعنی مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ مذاہبِ عالم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا ہر مذہب کسی نہ کسی صورت میں روحانی طہارت کی اہمیت اجاگر کرتا ہے لیکن سب کے طریقے مختلف ہیں۔ مثلاً ہندوؤں میں پوجا پاٹ کا تصور ہے، عیسائیت میں رہبانیت کا رجحان ہے اور بدھ مت میں انسان کی تمام خواہشات کو یکنخت ختم کرنا ضروری ہے لیکن اسلام جو کہ دینِ فطرت ہے ان تمام خرافات اور افراطِ تفریط سے پاک ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے تقویٰ اور تزکیہ نفس کے لیے پانچ نکات پر مشتمل ایک ایسا لائحہ عمل بتا دیا جو انسان کی فطرت سے قریب تر ہونے کے ساتھ ساتھ قابل عمل بھی ہے۔

ارکانِ اسلام:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق عليه)

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اس حدیث کے مطابق اسلام میں پانچ چیزیں ستون کا درجہ رکھتی ہیں، جس طرح کوئی عمارت کچھ ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے اسی طرح اسلامی زندگی پانچ ارکان پر قائم ہوتی ہے۔ جو شخص ان پانچ ارکان کو ان کے روح سمیت اختیار کر لے تو وہ مومن و مسلم ہو گیا، وہ دنیا میں بھی اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اور آخرت میں اس کو بہترین بدلہ جنت کی صورت میں دیا جائے گا۔

جس طرح دوسرے ارکان دین اسلام کی عمارت کے قیام کا ذریعہ بنتے ہیں اسی طرح روزہ بھی دین کی عمارت کا عظیم الشان ستون ہے روزہ مسلمانوں میں صبر، ضبط، ایثار، بردباری، تحمل، مروت، سلوک، غم خواری، حوصلہ، ثابت قدمی اور احساس غربت جیسے فضائل پیدا کرتا ہے آدمی کو مشکلات پر قابو پانے کا عادی بناتا ہے، بھوک پیاس پر قابو پانے کی وجہ سے جفاکشی اور شہوت کو دبا کر روحانیت کو ابھارتا اور انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارتا ہے۔ اس مضمون میں ہم ارکان اسلام میں سے تیسرے رکن، روزہ کو قدرے وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ روزے کے وہ اثرات جو انسان کی مادی

اور روحانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں، اجاگر ہو سکیں۔

روزے کی فرضیت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان فرمائی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (البقرة ۲:۸۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔

اس آیت کریمہ میں دو باتیں صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ پر نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کئے گئے تھے، دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ
مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ (البقرة ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتار گیا جو لوگوں کیلئے

(ذریعہ) ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے صوم رکھنا چاہئے۔

صوم کا لغوی اور شرعی معنی:

صوم یا صیام عربی زبان میں ”رُک جانے“ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور شریعت کی اصطلاح میں روزے کی مندرجہ ذیل تعریف کی گئی ہے۔

”الْإِمْسَاكُ عَنِ الْبُفْطِرَاتِ مَعَ إِقْتِرَانِ النِّيَّةِ بِهِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ“۔ (تفسیر القرطبی ۲:۲۷۳)

ترجمہ: یعنی روزے کی نیت کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے مفطرات (روزے توڑنے والی چیزوں) سے رُک جانا۔

علماء فقہ نے اَلْإِمْسَاكُ عَنِ الْبُفْطِرَاتِ کا معنی اَلْإِمْسَاكُ عَنِ الْكُلِّ وَالشُّبِّ وَالْجِمَاعِ سے کیا ہے یعنی کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رُک جانے کا نام روزہ ہے۔

اس بناء پر روزہ مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کو ملحوظ رکھنے سے عبارت ہے۔

(1) کھانے سے اجتناب (2) پینے سے اجتناب

(3) ازدواجی تعلق سے اجتناب (4) روزے کی مدت

(5) ان تمام امور سے رکنے کے ساتھ ساتھ رُک جانے کی نیت۔ اگر

روزے کی نیت نہ ہو تو مذکورہ بالا چار امور سے اجتناب شرعاً روزہ نہیں کملائے گا۔

روزے کے فضائل احادیث کی روشنی میں:

1- روزہ گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ احتساب کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کا حصول ہو، اس سے کوئی دنیاوی غرض مقصود نہ ہو۔

2- روزہ ڈھال ہے:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ۔ (سنن نسائی)

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ جہنم کے آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔

جس طرح میدان جنگ میں سپاہی کے پاس ڈھال ہوتی ہے اور وہ اس کے ذریعے سے اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روز قیامت روزہ مؤمن کے لیے ڈھال ہوگا اور وہ اس کے ذریعے جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

3- ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے رمضان کی فضیلت یوں بیان کی ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا۔ اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر اس کا کوئی دروازہ بن نہیں رہتا۔ اور اعلان کرنے والا فرشتہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی (یعنی نیکی و ثواب) کے طلب گار:

(اللہ تعالیٰ کی طرف) متوجہ ہو جا اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے!
 بُرائی سے باز آ جا کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کے وسیلے میں بہت لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے) اس لیے ہو سکتا ہے کہ تو بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائے اور یہ اعلان (رمضان کی) ہر رات ہوتا ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

یہ حدیث مبارکہ رمضان کی برکتوں کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے کہ

جب رمضان آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، شیاطین جن کا کام انسانوں کو گمراہ کرنا اور اچھے کاموں سے روکنا ہے، اس ماہ مبارک میں وہ اس ظالمانہ کام سے روک دیئے جاتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اس مہینے میں وہ لوگ بھی جو عام طور پر گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، گناہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

4۔ روزہ جنت میں داخلے کا سبب:

روزہ ایک ایسا عمل ہے جو مؤمن کے لیے جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسا کام بتادیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روزہ رکھا کرو، اس جیسا کوئی دوسرا عمل نہیں ہے۔“ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّابِرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ۔ (بخاری)

ترجمہ: ”جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں ایک دروازہ

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

ہے، جس کا نام ریّان ہے۔ روزِ قیامت اس میں روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا ان میں داخل نہ ہوگا۔“

جنت میں انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے کئی دروازے ہیں۔ پس جو شخص دُنیا میں کوئی عمل کرے گا وہ جنت میں اسی عمل کے دروازے سے داخل ہوگا۔

ان فضیلتوں کو جان لینے کے باوجود بھی کوئی بدنصیب، بد بخت اور قسمت کا مارا ہی گا جو اپنی آخرت کو نہ سنوار سکے اور صحت مند، توانا اور قدرت رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھے یقیناً ایسا شخص رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بددعا کا مستحق ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رسوا ہوا وہ آدمی جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے۔ رسوا ہوا وہ آدمی جس نے رمضان کا (رحمت و مغفرت والا) پورا مہینہ پایا اور وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکا۔ (یعنی رمضان کا مبارک مہینہ بھی وہ غفلت میں گزار دے اور توبہ و استغفار کر کے اپنی مغفرت کا فیصلہ نہ کرالے)، رسوا ہوا وہ آدمی جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (ترمذی)

روزے کی حکمتیں

پہلی حکمت:

روزے کی پہلی حکمت تقویٰ ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کی

ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

کہ اہل ایمان پر سابقہ امتوں کی طرح روزے اس لیے فرض کیے گئے کہ وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔ گویا روزے کا مقصدِ عظمیٰ انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے منور کرنا ہے۔ اگر روزے سے حاصل شدہ تقویٰ کے تقاضوں پر عمل کیا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب لایا جاسکتا ہے۔ جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں۔

تقویٰ ظاہری نظر میں انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اگر گہری نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ روزے کی بدولت حاصل شدہ تقویٰ حرام چیزوں سے درکنار ان حلال و طیب چیزوں کے قریب بھی بحالتِ روزہ پھٹکنے نہیں دینا، جن سے فائدہ حاصل کرنا عام حالت میں

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

بالکل درست ہے۔ ہر سال ایک ماہ کے اس ضبطِ نفس کی لازمی تربیت کا اہتمام، اس مقصد کے حصول کے لیے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام و حلال کا فرق و امتیاز رو اور رکھنے کا جذبہ اس درجہ فروغ پائے کہ اس کی باقی زندگی ان خطوط پر استوار ہو جائے کہ ہر معاملے میں حکمِ خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حرام چیزوں کے سائے سے بھی بچ جائے۔

اگر تقویٰ کا صحیح مفہوم ہم سمجھ جائیں تو ہماری زندگیاں سراسر خوف و خشیتِ الہی سے عبارت ہو جائے گی۔ لیکن مقامِ افسوس ہے کہ ہم میں سے اکثر روزے کے ثمرات سے اس لیے محروم رہتے ہیں کہ ہمارا شعار روزے کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دینا بن گیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا مصداق بن گئے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَاءُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ جن کو روزوں سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو اپنے قیام سے جاگنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

دوسری حکمت:

روزہ کی ایک حکمت صبر و شکر کا حصول ہے۔ اس حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان کسی نعمت سے محرومی پر شکوہ کے بجائے صبر سے کام لے۔ روزہ ایک مسلمان سے صرف صبر ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بلند تر مقام، مقام شکر پر پہنچنے کا تقاضہ کرتا ہے۔ روزہ انسان کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت، ابتلا اور آزمائش کا سامنا کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پیشانی پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں، بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا رہے۔

روزہ چونکہ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں اس کی نعمتوں کو استعمال کرنے سے رک جاتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ ایک خاص مدت تک کسی نعمت سے دور رہے تو پھر اسے اس نعمت کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ عام طور پر نعمت کی قدر و اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کی قدر و اہمیت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب وہ نعمت مفقود ہو جائے، پس نعمت کی پہچان اور اس کی قدر کا جاننا ہم پر واجب کرتا ہے کہ ہم اس کی ادائیگی کریں اور حق کی ادائیگی شکر سے ہوتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آیت صوم میں لَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُ وَنُكْرُ ذَرِيْعَةَ تَشْكُرِ كِي اَهِمِيْت وَضُرُوْرَت كِي طَرَف اِشَارَه كِيَا هِي۔

تیسری حکمت:

روزے کی حالت میں انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں ایثار، اور قربانی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزرتا ہے جس کا سامنا معاشرے کے مفلوک الحال اور کھانے سے محروم لوگ روزانہ کرتے ہیں۔ گویا کہ روزے کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سر و سامان لوگوں کی زبوں حالی سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں، جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ تاکہ ان کے دل میں دکھی اور پریشان حال انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے جس کی اساس باہمی محبت و مروت، انسان دوستی، اور درد مندی و غمخواری کی لافانی اقدار پر ہو۔ اس احساس کا بیدار ہونا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے۔

چوتھی حکمت:

روزے کی چوتھی حکمت تزکیہ نفس ہے۔ روزہ انسان کے نفس اور قلب و باطن کو ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ انسانی جسم مادے سے مرکب ہے، جسے اپنی بقا کے لیے غذا اور دیگر مادی لوازمات استعمال کرنا پڑتا ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں رُوح ایک لطیف چیز ہے، جس کی

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

بالیدگی اور نشوونما مادی اور دنیاوی لذات ترک کرنے میں مضمر ہے، جسم اور روح کے تقاضے ایک دوسرے کے متضاد اور عکس ہیں۔ روزہ جسم کو اپنا پابند اور منقاد بنا کر مادی قوتوں کو لگام دیتا ہے، جس سے رُوح قوی تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ جوں جوں روزے کی بدولت بندہ خواہشاتِ نفسانی کے چنگل سے آزادی حاصل کرتا ہے، اس کی روح غالب و توانا اور جسم مغلوب و کمزور ہو جاتا ہے۔ روح اور جسم کا تعلق پنجرے اور پرندے کا سا ہے، جیسے ہی قفسِ جسم کا کوئی گوشہ کھل جاتا ہے، روح کا پرندہ موقع پاتے ہی جسم کی بندشوں سے آزاد ہو کر مائل بہ پرواز ہو جاتا ہے۔

مسلسل روزے کے عمل اور مجاہدے سے تزکیہ نفس کا عمل تیز تر ہونے لگتا ہے، جس کی وجہ سے رُوح کثافتوں سے پاک ہو کر لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی روحانی طاقت:

آنحضرت ﷺ کے روحانی تربیت یافتگان میں زہد و ورع اور تقویٰ کی بناء پر اصحاب صفہ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ ان کی زندگیوں پر فقر مصطفوی ﷺ کی نمایاں چھاپ تھی۔ جو فقر اضطراری نہیں بلکہ فقر اختیاری تھا۔ روزے سے فقر و فاقہ کی جو شان استغناء جنم لیتی ہے وہ تو نگری سے کہیں اعلیٰ مقام و رفعت کی حامل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت انسان میں ایک نفس اتارہ پیدا فرمایا ہے، اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ یہ انسان کو برائی پر اکساتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ۔ (سورہ یوسف)

ترجمہ: بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے۔

نفس امارہ کو قابو کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ بعض اوقات اپنے نفس کو جائز اور حلال خواہشوں سے بھی روکیں، تاکہ ناجائز اور حرام کی طرف میلان کی جرأت و ہمت ہی نہ کر سکے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ اس تربیت سے اس کی عادت بھی بدل جائے گی اور بُری باتوں کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں جائے گا۔

پس جب اس تربیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان المبارک کا مہینہ عطا کیا ہے، جس میں انسان دن کے اوقات میں حلال چیزیں کھانے پینے اور جماع سے باز رہتا ہے، تو پھر وہ حرام جو کہ ہر حالت میں حرام ہے اس کی طرف رغبت اور میلان کس طرح ممکن ہے۔

اگر انسان ایک طرف زہر کے اثر کو مٹانے کے لیے دوا بھی کرے اور دوسری طرف زہر کا استعمال بھی جاری رکھے تو ایسی صورت میں دوا کا اثر کس طرح ممکن ہے؟ اس لیے روزہ کا مقصود تبھی حاصل ہوتا ہے، جب انسان اپنے

نفس کو پاک اور منزہ کرے۔

پانچویں حکمت:

روزے کی پانچویں حکمت رضائے خداوندی کا حصول ہے۔ روزے کا منتمائے مقصود یہی ہے کہ وہ بندے کو تمام روحانی مراتب و مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ مقام رضایہ ہے کہ رب اپنے بندے سے راضی ہو جائے۔ یہ مقام انسان کو روزے کے توسط سے ملتا ہے۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے مقابلے میں باقی تمام نعمتیں، ہیج دکھائی دیتی ہیں۔ روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجر و جزاء کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑ دیا گیا کیونکہ اس کی رضا و حساب کے تعین سے ماوراء ہے۔

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال و وظائف:

رمضان المبارک کا سب سے اہم اور افضل عمل روزہ رکھنا ہے۔ نبی

اکرم اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِينَ مِائَةً يُضَاعَفُ
 قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ
 (وَسَمَاءُ) مِنْ أَجْلِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ
 رَبِّهِ وَكَخُلُوفٍ فِيهِمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ۔ (بخاری و مسلم)

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

ترجمہ: انسان جب بھی نیک عمل کرتا ہے اس کا اجر اسے دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ملتا ہے، لیکن روزے کی بابت اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ یہ عمل (چونکہ) خالص میرے لیے ہے، اس لیے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (کیونکہ) روزہ دار صرف میری خاطر اپنی جنسی خواہش، کھانا اور پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اسے روزہ افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسرے خوشی اسے اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

مسلمان جب روزہ رکھے تو اسے چاہیے کہ اس کے کانوں کا بھی روزہ ہو، اس کی آنکھ کا بھی روزہ ہو، اس کی زبان کا بھی روزہ ہو، اور اسی طرح اس کے دیگر اعضاء و جوارح کا بھی روزہ ہو، یعنی اس کا کوئی بھی عضو اور جزء اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ ہو۔ اور اس کے روزے کی حالت اور غیر روزے کی حالت ایک جیسی نہ ہو بلکہ ان دونوں حالتوں میں فرق و امتیاز نمایاں اور واضح ہو۔

قیام اللیل:

روزے کا دوسرا بڑا سب سے زیادہ باعثِ اجر عمل قیام اللیل ہے۔ قیام اللیل کا مطلب ہے راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں عجز و نیاز کا اظہار کرنا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمن (رحمن کے بندوں) کی جو

صفات بیان فرمائی ہیں ان میں ایک یہ ہے:

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (الفرقان ۶۳/۲۵)

ترجمہ: ”ان کی راتیں اپنے رب کے سامنے قیام و سجدہ میں گذرتی ہیں۔“

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (بخاری)

ترجمہ: ”جس نے رمضان (کی راتوں) میں ایمان کی حالت میں ثواب کی

نیت سے قیام کیا، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

راتوں کا قیام جناب رسول اللہ ﷺ کا بھی مستقل معمول تھا، صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اور تابعین رحمہم اللہ بھی اس کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

رمضان المبارک میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

صدقہ و خیرات:

رمضان المبارک کا تیسرا بڑا عمل صدقہ و خیرات کرنا ہے۔ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالتَّخْيِيرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا

يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ... فَإِذَا لَقِيَهِ جَبْرِيلُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ

بِالتَّخْيِيرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ (مسلم)

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

ترجمہ: نبی کریم ﷺ بھلائی کے کاموں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور آپ کی سب سے زیادہ سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی... اس مہینے میں (قرآن مجید کا دور کرنے کے لیے) جب آپ ﷺ جبریل امین سے ملتے تو آپ ﷺ کی سخاوت اتنی زیادہ اور عام ہوتی جیسے تیز ہوا ہوتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں عام دنوں کے مقابلے میں صدقہ و خیرات کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ صدقہ و خیرات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے فقراء و مساکین، یتامی و بیوگان اور معاشرے کے معذور اور بے سہارا افراد کی ضروریات پر خرچ کرنا اور ان کی خبر گیری کرنا، بے لباسوں کو لباس پہنانا، بھوکوں کو کھانا فراہم کرنا، بیماروں کا علاج و معالجہ کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرنا، معذوروں کا سہارا بننا مقروضوں کو قرض کے بوجھ سے نجات دلانا اور اس طرح کے دیگر ضرورت مند افراد کے ساتھ تعاون و ہمدردی کرنا۔

سلف صالحین میں اطعامِ طعام کا جذبہ و ذوق بہت عام تھا، اور یہ سلسلہ بھوکوں اور تنگدستوں ہی کو کھلانے تک محدود نہ تھا بلکہ دوست احباب اور نیک لوگوں کی دعوت کرنے کا شوق بھی فراواں تھا۔ اس لئے کہ اس سے آپس میں پیار و محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور نیک لوگوں کی دعائیں حاصل ہوتی ہیں

جن سے گھروں میں خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔

5۔ روزے کھلوانا:

رمضان المبارک کا ایک بڑا عمل روزہ داروں کے روزے کھلوانا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ

الصَّائِمِ شَيْئًا۔ (ترمذی)

ترجمہ: جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلویا، تو اس کو بھی روزے دار

کی مثل اجر ملے گا، بغیر اس کے کہ روزے دار کے اجر میں کوئی کمی کی جائے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

مَنْ فَطَرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ (شعب الایمان)

ترجمہ: جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلویا، یا کسی مجاہد کو سامان حرب

دے کر تیار کیا تو اس کے لیے بھی اس کی مثل اجر ہے۔

6۔ کثرت تلاوت:

قرآن مجید کا نزول رمضان المبارک میں ہوا، اس لیے قرآن مجید کا نہایت

گہرا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہ میں نبی کریم ﷺ

جبریل امین کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اور صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم بھی اس ماہ میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا کرتے تھے، ان میں سے کوئی دس دن میں، کوئی سات دن میں، اور کوئی تین دن میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتا تھا۔

7۔ تلاوت قرآن میں خوف و بکاء کی مطلوبیت:

قرآن مجید کو پڑھتے اور سنتے وقت انسان پر خوف اور رقت کی کیفیت بھی طاری ہونی چاہیئے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب پڑھنے اور سُننے والے مطالب اور معانی سے بھی واقف ہو۔ قرآن مجید کو محض قصص و تاریخ کی کتاب سمجھ کر نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ اسے کتابِ ہدایت سمجھ کر پڑھا جائے۔ آیات و وعد و وعید اور انذار و تنبیس پر خوب غور کیا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور اس کی بشارتوں و نعمتوں کا بیان ہے وہاں اللہ تعالیٰ سے اُن کا سوال کیا جائے۔ اور جہاں انذار و تحویف اور عذاب کا تذکرہ ہو وہاں اُن سے پناہ مانگنی جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا (اقْرَأْ عَلَيَّ) ”مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ“ حضرت ابن مسعود نے عرض کیا: (اقْرَأْ عَلَيَّ وَعَلَيْكَ وَأَنْزِلَ) ”میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْعَةَ مِنْ غَيْرِي۔

ترجمہ: ”میں اپنے علاوہ کسی اور سے سُنا چاہتا ہوں“

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی جب وہ اس آیت پر پہنچے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ (النساء ۴۱/۴)

ترجمہ: ”اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ حاضر کریں گے، اور (اے محمد ﷺ) ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: (حَسْبَكَ) ”بس کرو“ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ (صحیح البخاری)

اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنا اور رونا، اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس کی آنکھوں سے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عظمت و ہیبت کے تصور سے آنسو جاری ہو جائیں۔“

اللہ تعالیٰ کا خوف ہر مسلمان کے دل میں ہونا چاہیئے، اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت تدبر و غور سے کیا جائے اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کو قلب و ذہن میں متحضر کیا جائے۔

اعتکاف:

یوں تو پورا رمضان ہی عبادت، ذکر و اذکار، تلاوت قرآن، فرائض و نوافل کی پابندی، صدقہ و خیرات اور نیکی و احسان کا مہینہ ہے۔ مگر اس کے آخری عشرے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ آپ ﷺ آخری عشرے میں باقی ایام کی نسبت عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ خود بھی جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی جگاتے۔ جس سال آپ ﷺ نے رحلت فرمائی اس سال آپ ﷺ نے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی وجہ سے اعتکاف نہ کر سکے تو آپ ﷺ نے اس اس کے عوض میں شوال کے مہینے میں اعتکاف فرمایا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عمل آنحضرت ﷺ کو کس قدر محبوب تھا۔

اعتکاف کا لغوی و اصطلاحی معنی:

اعتکاف کا لغوی معنی ہے ٹھہرنا اور رکنا۔

اصطلاح شریعت میں کوئی شخص اللہ کا تقرب حاصل کرنے، اس کی

عبادت ذکر و اذکار کرنے کی نیت سے مسجد میں ایک خاص مدت کے لیے قیام کرے تو اسے اعتکاف کہتے ہیں۔

اعتکاف کی قسمیں:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

1- اعتکاف واجب

2- اعتکاف سنت

3- اعتکاف مستحب

اعتکاف واجب:

اگر کسی شخص نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا اور پھر وہ کام ہو گیا تو اس شخص پر واجب ہے کہ وہ اعتکاف کرے، یاد رہے کہ اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے، بغیر روزہ کے اعتکاف واجب صحیح نہیں ہے۔ (در مختار)

اعتکاف سنت موكده:

یہ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں کیا جاتا ہے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں رمضان کو چاند ظاہر ہونے کے بعد مسجد سے نکلے، یاد رہے کہ اعتکاف کی یہ قسم سنت

موکدہ کفایہ ہے، یعنی اگر تمام اہل محلہ اس کو چھوڑ دیں گے تو سب آخرت میں مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور اگر ایک آدمی نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔ (در مختار)

اعتکاف مستحب یہ ہے کہ جب کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے جتنی دیر مسجد میں رہے گا، اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت کے لیے صرف دل میں اتنا خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لیے اعتکافِ مسجد کی نیت کی۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اعتکاف کے چند دیگر مسائل:

☆ اعتکاف کرنے والوں کے لیے بلا عذر مسجد سے نکلنا منع ہے، اگر نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، چاہے قصداً نکلے یا بھول کر۔ اس طرح عورت نے بھی جس گھر میں اعتکاف کیا ہے اس کا بھی اس گھر سے نکلنا منع ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (در مختار)

☆ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کی ہو۔ (در مختار)

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

☆ اعتکاف کرنے والا دو عذروں کی وجہ سے مسجد سے نکل سکتا ہے ایک عذرِ طبعی جیسے رفع حاجت، غسلِ فرض اور وضو کے لیے، دوسرا عذرِ شرعی جیسے نمازِ جمعہ کے لیے جانا اگر اس اعتکاف والی مسجد میں نمازِ جمعہ نہ ہوتی ہو۔ ان دو عذروں کے علاوہ اگر کسی اور وجہ سے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ (در مختار)

☆ اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد میں ہی رہے گا، وہیں کھائے، پیئے، سوئے مگر احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد کا تقدس پامال نہ ہو۔ وہاں گندگی نہ پھیلائے۔ معتکف کے علاوہ کسی اور کے لیے مسجد میں کھانے، پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے، اس لیے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا، پینا اور سونا چاہے تو اس کو چاہیے کہ مستحب اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو، پھر اس کے لیے کھانے، پینے اور سونے کی اجازت ہے۔ (در مختار)

☆ اگر مسجد گرگئی یا کسی نے زبردستی مسجد سے نکال دیا اور فوراً ہی کسی دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

☆ اعتکاف کرنے والے کو چاہیے کہ اپنا زیادہ تر وقت نفلی نمازوں، تلاوتِ قرآن مجید، علمِ دین کی تحصیل وغیرہ میں گزارے، دنیاوی اور فضول باتوں سے احتراز کرے۔ با وضو ہونے کا ہتمام کرے اور بکثرت دورد شریف کا ورد کرے۔

شبِ قدر:

یوں تو انسان کی زندگی کے شب و روز اور اس کا ہر لمحہ قیمتی ہے اور اس کو گناہوں سے بچتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال بجالانے میں صرف کرنا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات، مہینوں، دنوں اور راتوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے جن میں نیک اعمال کا اجر و ثواب بڑھایا جاتا ہے، مثلاً مقامات میں خانہ کعبہ، مہینوں میں رمضان المبارک، دنوں میں یوم جمعہ کو اور راتوں میں شبِ قدر کو فضیلت و بزرگی اور برتری عطا فرمائی ہے۔ شبِ قدر رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات ہے جو بہت ہی برکت اور خیر والی رات ہے، قرآن مجید میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل کہا گیا ہے اور اس رات کی عبادت ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ جس شخص کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے وہ بہت خوش نصیب ہے اور اس سے محرومی بد نصیبی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک بار رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ مہینہ آگیا ہے اس میں ایک رات (یعنی شبِ قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور اس کی برکت سے بس وہی محروم رہتا ہے جو (واقعی بڑا) محروم ہو۔ (ابن ماجہ)

شبِ قدر کی عظمت و اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

سلسلہ میں قرآن مجید میں مستقل ایک سورت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اس مبارک رات میں قرآن مجید نازل ہوا۔ یہ رات اپنی فضیلت و عظمت اور عبادت و برکت کے اجر و ثواب کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ سورۃ القدر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنزِيلُ الْمَلَكِ وَالرُّوحِ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَّمَ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ترجمہ: ”یقیناً ہم نے اس (قرآن کو) شب قدر میں نازل فرمایا، تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبریل امین) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔“

شب قدر کی یقینی تاریخ کی اطلاع امت کو نہیں دی گئی اور قرآن مجید میں سورۃ القدر میں جو ارشاد ہے کہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل ہوا اور سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قرآن مجید رمضان المبارک میں نازل ہوا۔ اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کے ہی کسی حصے میں ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو (بخاری) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ قدر عشرہ آخر کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے، یعنی اکیس، تیس، پچیس، ستائیس، یا نئیس، اس لیے ہر ایک کو ہمت کر کے اس سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ ایسا قیمتی موقع جو سال میں ایک بار آتا ہے کیا معلوم کہ آئندہ سال میسر آئے گا بھی یا نہیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ شبِ قدر ایک نہایت ہی اہم، مقدس، مبترک اور رحمتوں والی رات ہے اور مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت ہے لہذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس رات کی برکتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس رات کی فضیلت یوں بیان فرمائی ہے۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْسَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(بخاری)

ترجمہ: جس نے شبِ قدر میں قیام کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اسے تلاش کرنے کی بھی تاکید فرمائی ہے

آپ نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَإِنِّي نَسِيتُهَا (أَوْ أَنْسَيْتُهَا)
فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ كُلِّ وَتَرٍ (صحیح مسلم)

ترجمہ: ”مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی لیکن (اب) اسے بھول گیا (یا مجھے بھلا دیا گیا) پس تم اسے رمضان کے آخری دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو“ یعنی ان طاق راتوں میں خوب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تاکہ تم لیلۃ القدر کی فضیلت کو پاسکو۔

آخری عشرے میں آنحضرت ﷺ کا معمول:

آنحضرت ﷺ عشرہ اخیر میں عبادت کے لیے خود بھی کمر کس لیتے اور اپنے گھروالوں کو بھی حکم دیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ، أَحْيَى اللَّيْلَ وَأَيَّقُظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِعْزَرَ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے اور اپنے گھروالوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے“

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ، مَا لَا يَجْتَهِدُ

فِي غَيْرِهِ (صحیح مسلم)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں جتنی محنت کرتے تھے اور دنوں میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔“

اس محنت اور کوشش سے مُراد، ذکر و عبادت کی محنت اور کوشش ہے۔ اس لئے ہمیں بھی ان آخری دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ذکر و عبادت اور توبہ استغفار کا خوب خوب اہتمام کرنا چاہیئے۔

لیلیۃ القدر کی خصوصی دُعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلیۃ القدر ہے، تو میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دُعا پڑھو:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي (جامع ترمذی)

ترجمہ: ”اے اللہ! تو بہت ہی معاف کرنے والا ہے، معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے۔“

شب قدر کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ اس رات میں زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزاریں اور خوب دعائیں مانگیں، یہ رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے گناہ معاف کرانے کی رات ہے لہذا زیادہ سے زیادہ دُعا مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

رمضان کی آخری رات:

رمضان المبارک کی آخری رات انتہائی فضیلت والی رات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی عنایت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہوتے تھے اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے لیکر رمضان کے آخری دن تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کر دیے گئے تھے ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔ (مسند احمد)

ایک روایت میں آتا ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں آپ ﷺ کی امت کے لیے مغفرت اور بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”شب قدر تو نہیں ہوتی، لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کی پوری اجرت مل جاتی ہے۔ (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو جو اس مہینہ کی قدر و قیمت اور اہمیت جان کر اپنے نفس کو لگام دیتے ہیں اور اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں ان کو ایسے ہی عظیم الشان اجر عطا فرماتے ہیں جیسا کہ اس مزدور کو اس کی اجرت دی جاتی ہے جو کہ اپنا کام احسن طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں جن کے لیے یہ مہینہ باعث مغفرت اور آتش جہنم سے خلاصی کا ہوگا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے فضل و کرم سے ان خوش قسمت لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

روزے کا اصل مقصد:

رمضان المبارک کے مہینے کی حقیقی رُوح کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کی غرض و غایت صرف روزے کے زمانے تک مطلوب نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق انسان کے پورے عرصہ حیات سے ہے۔ روزہ محض اس غرض کے لیے نہیں ہے کہ مؤمن صرف اپنے بھوک، پیاس، شہوت اور آرام طلبی پر قابو پالے، اس کی غرض یہ بھی نہیں ہے کہ نفس و جسم پر قابو صرف ایک رمضان ہی کے مہینے میں حاصل رہے۔ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ نفس کے ان تین سب سے زیادہ قوی حملوں کا مقابلہ کر کے وہ اس کی ساری ہی خواہشات پر قابو حاصل کر لے اور اس میں اتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ محض رمضان ہی نہیں بلکہ رمضان کے بعد بھی باقی گیارہ مہینوں میں وہ ہر اس بھلائی کے لیے اپنی کوشش کر سکے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، ہر اس بُرائی سے رک سکے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہو اور اپنی خواہشات و جذبات کو ان حدود کا پابند بنا کر رکھ سکے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہیں اس کی باگیں نفس کے قبضہ میں نہ ہو کر جدھر چاہے اس کو کھینچ کر لے جائے بلکہ اس کا اختیار خود اس کے اپنے ہاتھ میں رہے اور نفس کی جن

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

خواہشوں کو جس وقت، جس حد تک اور جس طرح پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے انہیں اس ضابطہ کے مطابق پورا کرے۔ اس کا ارادہ اتنا کمزور نہ ہو کہ فرض کو فرض جانتا بھی ہو، ادا بھی کرنا چاہتا ہو مگر جسم پر اس کا حکم ہی نہ چلتا ہو بلکہ جسم کی مملکت میں وہ اس زبردست حاکم کی طرح رہے جو اپنے ماتحت عملہ سے ہر وقت اپنے حسبِ منشا کام لے سکتا ہو۔ یہی طاقت پیدا کرنا روزے کا اصل مقصد ہے۔

اگر روزے سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے تو وہ انسان کو اس مقام پر کھڑا کر دیتا ہے کہ اسے ہر وقت اپنی ذمہ داری کا احساس رہے۔ اس کے شب و روز کبھی بھی بے خوفی اور بے پرواہی کے ساتھ بسر نہ ہوں۔ وہ ہمیشہ گناہوں اور ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کرے اور اپنے مقصدِ زندگی کو پیش نظر رکھے۔

یہ رمضان کی سعادتیں بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہیں۔ اور خاص کر آخری عشرے کی عبادت دیگر ایام کی عبادتوں سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اس آخری عشرے میں اللہ رب العزت نے لیلۃ القدر جیسی عظیم شب رکھی بھی ہے اور اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے (سورۃ القدر) اور ہم اللہ تعالیٰ سے انتہائی پُر امید ہے کہ ہماری ان راتوں کی تھوڑی سی عبادت کے عوض ہمیں لیلۃ القدر کے اجر و ثواب سے ضرور نوازے گا۔ چنانچہ آپ

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

ﷺ کے طریقے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ ہم اس عشرے کے تمام لمحات کی قدر کریں اس کے ساتھ ساتھ ہمیں چاہیے کہ ان تمام امور سے جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں مثلاً فضول گوئی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، گالم گلوچ، بہتان درازی، حق تلفی، ہیرا پھیری، چوری، کجروی، حسد، بغض، عداوت، حرام خوری، نفرت، کدورت، دغا بازی، وعدہ خلافی، کبر، عناد وغیرہ جیسی خطرناک برائیوں کو ترک کر دیں۔ کیونکہ رمضان کے روزوں اور ان عبادتوں اور کاوشوں کا مقصد و منع ہی یہی ہے کہ انسان میں تقویٰ پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور پرہیزگاری پیدا ہو۔ یاد رکھیے! اگر رمضان کی ان عبادتوں کے بعد روزے اور اعتکاف کے باوجود بھی اگر ہم ان برائیوں اور گناہوں سے دور نہ ہو سکے اور ان کو نہیں چھوڑا تو پھر ہماری یہ ساری عبادتیں محض بے مقصد اور بے فائدہ ہونگی۔ لہذا ہمیں یہ احتساب کرنا چاہیے کہ رمضان المبارک اور اس اعتکاف سے قبل ہمارے اندر کون سی برائیاں تھیں اور اب ان میں سے کون سی باقی ہیں۔ انتہائی خوش نصیب اور کامیاب وہ شخص ہے جس نے اپنی اصلاح کر لی اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان اور اعتکاف کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدقہ فطر:

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو اس لیے واجب فرمایا ہے تاکہ روزے

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

کے دوران جو لغو اور بے حیائی کی باتیں سرزد ہو گئی ہیں۔ اُن کا کفارہ بنے اور مسکینوں (محتاجوں) کے کھانے کا بندوبست ہو جائے۔ (ابوداؤد)

اس حدیث مبارکہ سے صدقہ فطر کے واجب ہونے کی دو مصلحتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ روزہ دار سے روزے کی حالت میں کوشش کے باوجود جو کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں ان کی تلافی ہو۔ اور دوسری مصلحت یہ ہے کہ جس دن سارے مسلمان عید کی خوشی منانے جا رہے ہیں اس دن معاشرہ کے غریب لوگوں کے کھانے پینے کا انتظام بھی ہو جائے تاکہ وہ بھی ہماری خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ صدقہ فطر عید کی نماز سے قبل ادا کرنا ضروری ہے بلکہ اگر اس کے اصل مقصد کو دیکھا جائے تو عید سے کم از کم اتنا پہلے ادا کیجئے کہ حاجت مند اور نادار لوگ بسہولت عید کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے۔ فطرہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں۔

عید الفطر:

عید الفطر صرف ایک جشن مسرت ہی نہیں بلکہ ایک عبادت ہے۔ یہ ایک بہت بڑی عبادت، روزہ کا اختتام ہے۔ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

میں ماہ رمضان دنیا میں پورے تیس دن تک اپنے قیام کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ فطرہ ادا کرنے کے بعد عید الفطر کی سب سے پہلی مشغولیت عید کی نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں بطور شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی ایک بڑی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو (۲) تہوار منایا کرتے تھے۔ ان میں کھیل کود اور تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی اصلیت اور تاریخ کیا ہے) انہوں نے عرض کیا ہم جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے۔ (یعنی وہی رواج ابھی تک چلا آ رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لیے مقرر کیے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں) یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔ (سنن ابوداؤد)

عید کی خوشی کوئی معمولی خوشی نہیں۔ یہ خوشی مسلمانوں کی طرز زندگی اور ان کی قومی اور ملی حیات کی علامت ہے۔ نماز عید میں جب مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے تو اس میں چھوٹے بڑے ہر رنگ، ہر نسل، ہر قبیلہ، ہر برادری، اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں۔ مختلف علاقوں سے تعلق

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

رکھنے والوں اور مختلف زبان بولنے والوں کی یہ یکجائی ان کے باہمی اتحاد و اتفاق کے رجمان کو تقویت دیتی ہے اور یہ احساس دلاتی ہے کہ ہم علیحدہ علیحدہ نہیں بلکہ ایک ہیں، ہم غیر نہیں بلکہ آپس میں بھائی بھائی ہیں، ہمارا رب ایک ہے، ہمارا رسول ایک ہے، ہمارا قبلہ ایک ہے، ہمارا قرآن ایک ہے اور ہمارا دین ایک ہے اور ہم ایک بہت بڑی عالمی برادری ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے پاکیزہ اصولوں پر وجود میں آئی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ ایک دوسرے سے محبت اور معاونت کرنی چاہیے، عید سعید کا یہی مقصد اور یہی پیغام ہے۔

عید الفطر کی خوشی ایک عام خوشی نہیں ہے بلکہ یہ امت مسلمہ کو دنیا کی دوسرے قوموں کے مقابلے میں ایک امتیازی شان بخشی ہے۔ دنیا کی دوسرے اقوام میں خوشی منانے کے جو بھی طریقے رائج ہیں، ان میں بنیادی طور پر اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ وہ آدمی کے لطف و لذت کا سامان فراہم کرتا ہوں اس مقصد اور غرض کے لیے دنیا نے گانے بجانے اور دوسری لغویات کا سہارا لیا ہے۔ جبکہ اسلام نے عید کی خوشی منانے کا جو طریقہ بتایا ہے وہ یہی نہیں کہ ہر طرح کی برائیوں سے پاک ہو بلکہ حسن صداقت، پاکیزگی اور انبساط و مسرت کا اعلیٰ ترین مظہر بھی ہے۔ خوشی اور مسرت کے اظہار کا اس سے بہتر کوئی اور کامل طریقہ ممکن نہیں۔ اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ اعلیٰ ترین تہذیب کا مظہر

ماہِ رمضان کے فضائل و برکات

ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے لیے وہی شعار پسند کیا ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق اور صحت مند زندگی کی علامت ہے۔

اسلام نے عید منانے کا جو طریقہ سکھایا ہے اس سے اس تعلق کا جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پایا جاتا ہے بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ عید میں خوشی کا اظہار خاص طور سے نماز اور تکبیر کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

آئیے ہم سب مل کر عہد کریں کہ آنے والے رمضان المبارک کے شب و روز، شبِ قدر اور عید سعید کے لمحات کو اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اطاعت رسول کے عین مطابق گزار کر ہمیشہ کے لیے اپنی زندگیوں کو اسلام کی حقیقی روح کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تاحر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرا ذرا دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ کی اصلاح طوطی ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ادا کئے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور ضروری وقت پر ہمارا نامہ رسد کے ساتھ وصول کرنا ہے۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکبخت بھی ادا کر سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ایک آپ کو رسالہ کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصالِ ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ نور یہ عالیہ کے دیئے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر تک سہ دے کر رسد حاصل کر سکتے ہیں۔

المتمسک: مفتی محمد مہر بخش و شیخ الحدیث **المجلد ستمین** **الطبعة الثانیة** سات کراچی
اپیل!

بھرا اللہ تعالیٰ احمد و صلوات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عامۃ الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ادا کرنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی شراعت و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ
 رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب
 02132575228+02132575229
 0322-2394550: موبائل
 Jamia Binoria Trust
 UBL, S.I.T.E., Karachi, Pakistan